اصلاحی تقریریں ۱۵

اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَہٗ

گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہیں

توبہ کی حقیقت و اہمیت

مفتی اعظم پاکستان محمد رفیع عثمانی صاحب مدظلہ

بیت العلوم

۲۰- نابھہ روڈ، پرانی انارکلی لاہور۔ فون: ۴۳۵۲۲۸۳

اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَہٗ

گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہیں

توبہ کی حقیقت و اہمیت

مفتی اعظم پاکستان محمد رفیع عثمانی صاحب مدظلہ

بیت العلوم

۲۰۔ نابھہ روڈ، پرانی انارکلی لاہور۔ فون [illegible]

﴿جملہ حقوق محفوظ ہیں﴾

تقریر	:	حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی مدظلہ
موضوع	:	توبہ اور اس کی حقیقت و اہمیت
ضبط و ترتیب	:	محمد ناظم اشرف (فاضل دارالعلوم کراچی)
باہتمام	:	محمد ناظم اشرف
ناشر	:	بیت العلوم ۲۰ نابھہ روڈ پرانی انارکلی لاہور۔ فون نمبر: ۷۳۵۲۴۸۳

﴿ملنے کے پتے﴾

بیت العلوم	:	۲۰ نابھہ روڈ پرانی انارکلی لاہور
ادارہ اسلامیات	:	۱۹۰ انارکلی لاہور
ادارہ اسلامیات	:	[illegible] بلڈنگ موہن روڈ چوک اردو بازار کراچی
دارالاشاعت	:	اردو بازار کراچی نمبر ۱
بیت القرآن	:	اردو بازار کراچی نمبر ۱
ادارۃ القرآن	:	چوک لسبیلہ گارڈن ایسٹ کراچی
ادارۃ المعارف	:	ڈاک خانہ دارالعلوم کورنگی کراچی نمبر ۱۴
مکتبہ دارالعلوم	:	جامعہ دارالعلوم کورنگی کراچی نمبر ۱۴

فہرست

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
۵	توبہ کی حقیقت	۱
۸	حقوق کی دو قسمیں اور اس سے متعلق توبہ کے احکام	۲
۹	حقوق العباد میں توبہ مشکل ہے	۳
۱۰	ایک شخص کا عبرت ناک انجام	۴
۱۱	دنیا کی سخاوت آخرت میں نہیں چل سکتی	۵
۱۳	قیامت میں بھی سخی ہوں گے	۶
۱۵	اس بھروسے میں نہ رہیں کہ آخرت میں معاف کروالیں گے	۷
۱۵	حقوق العباد سے متعلق ایک خطرناک صورت	۸
۱۶	حقوق العباد میں ادائیگی یا معافی کے علاوہ کوئی چارہ نہیں	۹
۱۸	اگر حقدار مرجائے تو؟	۱۰
۱۹	حق معاف کروانے کے مختلف طریقے	۱۱
۲۰	حضرت والد صاحبؒ کا مشورہ	۱۲
۲۳	قرآن حکیم میں توبہ کا حکم	۱۳

۱۴	حضورﷺ کس چیز سے توبہ فرماتے تھے؟	۲۵
۱۵	اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والے کی توبہ سے خوش ہوتے ہیں	۲۷
۱۶	توبہ کا وقت کب تک رہتا ہے؟	۲۸
۱۷	ولی کے متعلق لوگوں کے خیالات	۲۹
۱۸	ایک بزرگ کی کرامت	۳۰
۱۹	ولی ہونے کے لیے کرامت شرط نہیں	۳۱
۲۰	حضرت ڈاکٹر صاحب کے متعلق ان کی اہلیہ محترمہ کا اعتقاد	۳۲
۲۱	ایک بزرگ کا واقعہ	۳۳
۲۲	ولی اللہ بننا کچھ مشکل نہیں	۳۴
۲۳	توبہ کا ایک اور دروازہ	۳۵
۲۴	گناہ کو بالکل مٹا دیا جائے گا	۳۵
۲۵	توبہ کو مت ٹالیں	۳۶
۲۶	ستر مرتبہ بھی توبہ ٹوٹ جائے تو دوبارہ توبہ کرلو	۳۷
۲۷	توبہ کے بارے میں ایک حدیث	۳۸

www.Ahlehaq.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

توبہ کی حقیقت واہمیت

بعد از خطبہ مسنونہ!

ہم نے علامہ نووی کی مشہور کتاب "ریاض الصالحین" کا ایک باب "باب التوبہ" کے نام سے ہے شروع کیا جس میں توبہ کا بیان ہے۔

اس بات کو سمجھ لیجئے کہ جو شخص یہ ارادہ کرے کہ میں اللہ کے راستے پر چلوں تاکہ اپنے اعمال، اخلاق وکردار اور عقائد کی اصلاح کروں تو ایسے شخص کے لئے سب سے پہلا سبق "توبہ" ہے کہ توبہ کرنے کے وقت تک جتنے گناہ کئے ہیں ان سب سے رک جانے اور آئندہ نہ کرنے کا عزم کر لے۔ اگر ایک آدمی ستر سال تک کفر وبت پرستی میں لگا رہا اس کے بعد توبہ کر کے اسلام قبول کر لیا تو ایسا شخص توبہ کرنے کی وجہ سے ایسا پاک صاف ہو گیا اور اس کے گناہ ایسے معاف ہو گئے کہ گویا آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔ اور یاد رکھیں! کہ توبہ فرض اور واجب کا درجہ رکھتی ہے، جو شخص

اپنے گناہوں سے توبہ نہیں کرتا، وہ گناہوں میں مزید غرق ہوتا چلا جاتا ہے لہٰذا اگر کوئی بھی گناہ ہو جائے تو فوراً توبہ کر لینی چاہئے۔

توبہ کی حقیقت:

توبہ کی تین شرطیں ہیں:

1- کسی آدمی کو گناہ کرتے وقت توبہ کا خیال آیا تو فوراً اس کو چھوڑ دے، مثلاً ٹی۔وی دیکھ رہا تھا، اچانک توبہ کا خیال آیا تو فوراً اس کو چھوڑ دے اور وہاں سے ہٹ جائے، یا مثلاً غیبت کر رہا تھا تو خیال آنے پر فوراً اپنی زبان کو روک لے اور اس کو چھوڑ دے۔

2- اس گناہ پر اللہ کے سامنے شرمندگی ہو گی، اور دل میں ندامت پیدا ہو جائے۔

3- آئندہ اس گناہ کو نہ کرنے کا عزم کرلے۔

4- جب یہ تینوں شرطیں پائی گئیں تو، توبہ کامل سمجھی جائے گی اور جس گناہ سے توبہ کی جارہی ہے وہ گناہ حدیث شریف اور قرآن حکیم کے ارشاد کے مطابق، انسان کے نامہ اعمال سے مٹا دیا جاتا ہے اور توبہ کرنے والا ایسے

ہو جاتا ہے گویا کہ اس نے وہ گناہ کیا ہی نہیں تھا۔

اگر کوئی شخص اپنے سارے گناہوں سے توبہ کرتا ہے تو اس کے سارے گناہ مٹا دیئے جائیں گے اور اگر کسی خاص گناہ سے توبہ کی تو وہ خاص عمل ہی اس کے نامہ اعمال سے مٹایا جائے گا۔ لیکن کوئی یہ نہ سمجھے کہ قرآن حکیم میں تو ارشاد ہے۔

"فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ
وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ"

(الزلزال آیت نمبر ۷۔۸)

خوب سمجھ لیں کہ اگر وہ گناہ دکھایا گیا تو ساتھ میں وہ توبہ بھی دکھائی جائے گی جو اس گناہ کو مٹانے والی ہو گی یعنی اس دکھانے کی وجہ سے اس بات کی طرف اشارہ ہو گا کہ اس کا کیا ہوا گناہ ختم ہو چکا ہے۔

جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

"التائب من الذنب کمن لا ذنب له"

"کہ گناہ سے توبہ کرنے والا ایسے ہے گویا کہ اس نے گناہ کیا ہی نہیں" (ابن ماجہ اور بیہقی)

حقوق کی دو قسمیں اور اس سے متعلق توبہ کے احکام

یہ جو تفصیل ذکر کی گئی ہے اس صورت میں ہے کہ جب گناہ حقوق اللہ سے متعلق ہوں اور اگر وہ گناہ حقوق العباد سے متعلق ہو تو اس میں ایک اور شرط بھی ہے وہ یہ کہ جس بندے کو نقصان پہنچا ہے اس سے معافی مانگے۔ مثلاً کسی کی غیبت اور چغلی کر رہا تھا یا کسی سے لڑ رہا تھا یا کسی پر تہمت لگا رہا تھا تو پہلی تین شرطوں کے ساتھ ساتھ اس شرط کو بھی پورا کرنا ہوگا کہ جس طریقے سے بھی ہو اس سے معافی مانگے، اور صرف معافی مانگنا بھی کافی نہیں بلکہ اس بات کا اطمینان بھی کرلے کہ اس نے واقعی معاف کر دیا ہے مثلاً آپ نے کسی سے قرض لیا اور اس سے اپنی ضرورت پوری کرلی، اس کے بعد اس کے مانگنے کے باوجود آپ اس کے وہ پیسے نہیں دیتے، اس کے بعد آپ کو گناہ کا احساس ہوا اور توبہ کرلی جس کی وجہ سے آپ نے انکار کرنا تو چھوڑ دیا لیکن ابھی پیسے ادا نہیں کیے تو یہ توبہ کامل نہیں اس لئے اس کا حق ادا کرنا ضروری ہے، اور یہ کہ وہ معاف کر دے اور اگر آپ کے پاس پیسے نہیں ہیں تو آپ اس کے پاس جا کر اس کی خوشامد کریں کہ میرے پاس پیسے نہیں ہیں یا تو تم مجھے معاف کر دو یا پھر مجھے مہلت دے دو، غرضیکہ جب تک حق والا معاف نہیں کرے گا

اس وقت تک وہ حق معاف نہیں ہو سکتا۔

حاصل یہ ہوا کہ اگر گناہ حقوق اللہ میں سے ہو تو ان تین شرطوں پر اس کو معاف کر دیتے ہیں اور اگر گناہ حقوق العباد میں ہو تو پھر اس کے لئے چار شرائط ہیں اور یہ معاملہ بڑا نازک ہے۔ کیونکہ حقوق اللہ کے معاملے میں توبہ کرنا آسان ہے مثلاً آپ نمازوں کو قضا کر کے پڑھتے رہے، جس کی وجہ سے گناہ ہوتا رہا تو آپ جس وقت چاہیں توبہ کر کے سارا حساب معاف کرا سکتے ہیں اور آئندہ یہ آپ کا عمل ہے کہ اگر اس پر قائم رہے تو ٹھیک ورنہ پھر توبہ کرنی پڑے گی۔

حقوق العباد میں توبہ مشکل ہے

جب کہ حقوق العباد میں توبہ کرنا مشکل ہے جب تک وہ معاف نہ کرے، توبہ قبول نہیں ہوتی مثلاً آپ کسی کی غیبت کر رہے تھے پھر آپ کو اس کے گناہ ہونے کا خیال آیا کہ اس کی حق تلفی ہو رہی ہے تو آپ نے اس کو فوراً چھوڑ بھی دیا۔ دل میں ندامت بھی پیدا ہو گئی اور آئندہ اس گناہ کو نہ کرنے کا عزم بھی کر لیا لیکن ان تمام کاموں کے باوجود جس کی غیبت کی گئی ہے اس سے معافی بھی مانگنی پڑے گی۔ اور اگر آج آپ نے معاف نہ کروایا تو کچھ معلوم نہیں کہ وہ آخرت میں معاف کرے گا

یا نہیں اس لئے کہ آخرت کا معاملہ بڑا نازک ہے۔ وہاں معافی کے معاملے میں فراخ دلی سے کوئی کام نہیں لے گا کیونکہ ہر ایک کو اپنے اعمال کا حساب دینا ہے۔

ایک شخص کا عبرتناک انجام

حدیث شریف میں آتا ہے کہ قیامت کے دن ایک ایسا شخص آئے گا کہ جس نے دنیا میں بہت عبادتیں مثلاً نمازیں، روزے، حج، زکوٰۃ، جہاد، تعلیم و تعلم اور بہت نیک کام کئے تھے۔ وہ شخص اس بات پر بہت خوش ہوگا کہ میرے پاس تو اعمال کے انبار ہیں اس لئے جب وزن ہوگا تو میں اس آزمائش میں کامیاب ہو جاؤں گا اور مجھے جنت مل جائے گی، لیکن جب اعمال کا وزن ہونے لگے گا تو طرح طرح کے حقدار آئیں گے، مثلاً کوئی آکر کہے گا کہ اس نے دنیا میں میری غیبت کی تھی لہٰذا مجھے اس کا حق دلوایا جائے، کوئی کہے گا کہ اس نے مجھے گالی دی تھی لہٰذا مجھے اس کا بدلہ دلوایا جائے، کوئی کہے گا کہ اس نے مجھے ناحق مارا تھا لہٰذا مجھے اس کا بدلہ دلوایا جائے، کوئی کہے گا کہ اس نے مجھ پر تہمت لگائی تھی لہٰذا مجھے اس کا حق دلوایا جائے۔ غرضیکہ طرح طرح کے حقوق اس کے ذمے ہوں گے، چونکہ وہاں انصاف ہوگا اس لئے ہر حقدار کو اس کا حق دلوایا جائے گا، چنانچہ حکم ہوگا کہ

حقداروں کے حق کے مطابق اس کی نیکیاں ان میں تقسیم کردی جائیں کیونکہ وہاں روپیہ، پیسہ تو ہوگا نہیں اور اس کے پاس اعمال کی پونجی ہے، چنانچہ اس کے اعمال تقسیم ہوتے رہیں گے، یہاں تک کہ ختم ہو جائیں گے اس کے باوجود بھی حقدار آتے رہیں گے مثلاً بہنیں آکر کہیں گی کہ اس نے میراث میں ہمارا حق نہیں دیا تھا، باپ آکر کہے گا کہ میرے اس بیٹے نے میری شان میں گستاخیاں کی تھیں، وغیرہ وغیرہ۔ اب اس کے نیک اعمال تو ختم ہو چکے ہوں گے اس لئے حکم ہوگا کہ ان حقداروں کے گناہ اس کے نامہ اعمال میں جمع کردو، نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ تو نیکیوں کے انبار لایا تھا لیکن اب اس کے پاس گناہوں کے انبار رہ جائیں گے اور نیکیاں تقسیم کر دی جائیں گی۔

غرض حقوق العباد میں کوتاہی کرنا بڑی خطرناک بات ہے اس کی توبہ صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ جس حقدار کا حق مارا گیا ہے اس سے معافی مانگی جائے اور وہ معاف کردے۔

دنیا کی سخاوت آخرت میں نہیں چل سکتی

میں نے ایک واقعہ اپنے ایک بزرگ سے سنا کہ قیامت کے دن ایک ایسا

شخص آئے گا، جس کے پاس بہت ساری نیکیاں ہوں گی، جب اعمال کا وزن ہو گا تو
وہ اس طریقے سے ہو گا کہ ایک پلڑے میں نیک اعمال ہوں گے اور دوسرے میں
گناہ ہوں گے اور وہاں کا قانون یہ ہو گا کہ جس کے نیک اعمال کا پلڑا جھک جائے گا
اس کی بخشش ہو جائے گی۔ جب اس شخص کے اعمال کا وزن ہو گا تو اس کے نیک
اعمال کا پلڑا تھوڑا سا اونچا رہ جائے گا اور گناہوں کا پلڑا تھوڑا سا بھاری ہو جائے گا
فرشتے کہیں گے کہ تمہیں بس ایک نیکی کی ضرورت ہے۔ اگر تم کہیں سے ایک نیکی
لے آؤ تو تمہارے نیک اعمال کا پلڑا جھک جائے گا اور تمہاری بخشش ہو جائے گی۔
اب یہ شخص بڑا خوش ہو گا کہ صرف ایک ہی نیکی کا معاملہ ہے اور یہ تو بہت آسان ہے
کسی بھی حافظ قرآن سے مانگ لوں گا کہ اس نے دنیا میں کتنی مرتبہ قرآن پڑھ پڑھ
کر ہر ہر حرف پر دس دس نیکیاں حاصل کی ہوں گی تو وہ ایک نیکی مجھے دے ہی دے گا
یا کسی دیندار آدمی سے مانگ لوں گا لہٰذا یہ شخص اپنے دوست کے پاس جا کر اس
سے ایک نیکی کا سوال کرے گا وہ کہے گا کہ یہ سخاوت دنیا ہی میں چلتی تھی، یہاں نہیں
چل سکتی کیونکہ ہمیں بھی اپنا حساب دینا ہے، اگر میرے نامہ اعمال میں ایک نیکی کی
کمی رہ گئی تو پھر میں کیا کروں گا؟ یہ ناامید ہو کر بھائی کے پاس آئے گا، وہ بھی انکار

کردے گا پھر یہ شخص اپنے باپ کے پاس جائے گا کہ دنیا میں میرا سب سے زیادہ ہمدرد اور غمگسار میرا باپ تھا اس لئے وہ مجھے ضرور دے دے گا لیکن باپ بھی صاف انکار کردے گا، غرضیکہ سب انکار کردیں گے، آخر میں وہ اپنی ماں کے پاس آئے گا کہ ماں کی ذات ایسی ہے کہ اس کی مامتا مجھے جہنم میں جلتے ہوئے برداشت نہیں کرے گی کیونکہ اس نے راتوں کو جاگ جاگ کر اور مشقتیں جھیل جھیل کر مجھے پالا تھا لہٰذا وہ تو مجھے ایک نیکی ضرور دے دے گی۔ اسی سوچ کی بناء پر وہ ماں سے درخواست کرے گا تو ماں جواب دے گی کہ بیٹا! دنیا میں جو کچھ میں دے سکتی تھی، وہ میں دے چکی اور یہاں تو مجھے خود اپنی جان کی فکر ہے کیونکہ اگر میرے نامہ اعمال میں ایک نیکی کی کمی نکل آئی تو میں وہ کیسے پوری کروں گی؟

قیامت میں بھی سخی ہوں گے

اب یہ شخص ہر طرف سے مایوس ہوجائے گا، ایک آدمی اس کو بیٹھا ہوا دیکھ رہا ہوگا کہ یہ بڑا پریشان ہے تو وہ اس کو بلا کر اس سے پوچھے گا کہ بھئی! کیا بات ہے؟ تم اتنے پریشان کیوں ہو؟ وہ ساری بات بتائے گا تو وہ بیٹھا ہوا آدمی کہے گا کہ عجیب بات ہے تمہیں تو صرف ایک نیکی کی ضرورت ہے اور میرا معاملہ یہ ہے کہ

میرے پاس نیکی ہی صرف ایک ہے اور باقی سب گناہ ہیں، جب تمہاری اتنی نیکیوں کے باوجود صرف ایک نیکی کی کمی کی وجہ سے بخشش نہیں ہو رہی تو میری اکیلی نیکی کیا کرے گی؟ لہذا یہ بھی تم لے لو تا کہ تمہارے کام آ جائے اور تمہاری جان بخشی ہو جائے۔ یہ شخص خوشی خوشی اس نیکی کو لے جا کر اپنے نیک اعمال کے پلڑے میں ڈالے گا جس کی وجہ سے پلڑا جھک جائے گا اور اس کی بخشش ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ کو تو سب کچھ معلوم ہو گا لیکن وہ فرشتوں اور بندوں کو دکھانے کے لئے پوچھیں گے کہ تم یہ نیکی کہاں سے لائے ہو؟ وہ کہے گا کہ یا اللہ! فلاں شخص نے دی ہے، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ وہ تو بڑا اچھا آدمی ہے، ذرا اس کو بلاؤ تو سہی! جب وہ آئے گا تو اللہ تعالیٰ اس سے پوچھیں گے کہ تمہارے اندر ایسی سخاوت کہاں سے آ گئی تم نے آج کے دن اپنی نیکی دے دی؟ وہ کہے گا کہ یا اللہ! مجھے معلوم تھا کہ یہ اکیلی نیکی میرے کچھ کام نہیں آئے گی۔ اس لئے میں نے سوچا کہ میں اپنے بھائی کو ہی دے دوں تا کہ اس کے کام آ جائے! اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تو نے اپنے بھائی کا کام بنایا ہے جا میں نے تیری بھی بخشش کر دی چنانچہ اس کی بھی بخشش ہو جائے گی۔

اس بھروسے میں نہ رہیں کہ آخرت میں معاف کروالیں گے

لیکن دیکھنے کی بات یہ ہے کہ ایک نیکی کی بخشش کس طرح ملی؟ اس لئے اس بھروسے میں نہ رہو کہ آخرت میں معاف کروالیں گے بلکہ جس طریقے سے بھی ممکن ہو دنیا ہی میں معاف کروالیں حتی کہ اگر اپنے سے چھوٹے کا حق غصب کیا ہے تو اس سے بھی معاف کرواؤں۔ اس لئے کہ یہ حقوق العباد توبہ کا حصہ ہے۔ خلاصہ یہ کہ اگر اللہ کے حقوق سے متعلق کوئی گناہ ہوا ہے تو اس میں تین شرطیں ہیں اور اگر بندوں کے حقوق سے متعلق کوئی گناہ ہوا ہے تو اس میں چار شرطیں ہیں۔

حقوق العباد سے متعلق ایک خطرناک صورت

اب سوال یہ ہے کہ بندوں کے حقوق سے متعلق کوئی گناہ ہوا اور حقدار مر گیا جو کہ بڑی خطرناک صورت ہے تو اس صورت میں معافی کیسے کروائی جائے؟

تو ایک حد تک اس کا طریقہ یہ ہے کہ اگر وہ حق مال کا تھا مثلاً اس کا آپ کے ذمے کچھ قرض تھا جو آپ نے نہیں ادا کیا، یا کسی شخص نے کسی کے مال کی چوری کر لی اور مال والا مر گیا تو چونکہ مر جانے کی وجہ سے نہ اس سے معاف کروایا جا سکتا ہے اور نہ اسکو دیا جا سکتا ہے، اس لئے اب اس کے وارثوں کو ڈھونڈو اور ان کو وہ مال

دے دو اور ان کو بتادو کہ تمہارے فلاں مورث کا انتقال ہو گیا ہے۔ اس کا میرے ذمے کچھ قرض تھا وہ میں تم کو دے رہا ہوں۔

حقوق العباد میں ادائیگی یا معافی کے علاوہ کوئی چارہ نہیں

میرے ایک دوست ہیں جو کراچی میں ایک بہت عہدے پر رہ چکے ہیں جب کہ اس سے پہلے مختلف سرکاری عہدوں پر بھی رہ چکے تھے اور ہمارے ساتھ ان کا بہت تعلق ہے اور بہت نیک ہیں اسی طرح ان کا بیٹا بھی نیک اور پکا نمازی ہے، جب وہ بہت بڑے عہدے پر فائز ہو گئے تو ان کا بیٹا ایک دن تنہائی میں مجھ سے ملا اور کہنے لگا کہ آپ ذرا ابا جان کو سمجھائیں کہ جب تک وہ اس عہدے پر نہیں تھے، اس وقت تک ان کے پاس تحفے نہیں آتے تھے لیکن جب سے وہ اس عہدے پر آئے ہیں اس وقت سے تحفوں کی لائن لگی ہوئی ہے اور ہر روز قیمتی قیمتی تحفے آرہے ہیں اور ابا جان ان کو تحفہ ہی سمجھ رہے ہیں لیکن میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ تحفہ ہے یا رشوت؟ میں نے ان کو یہ مسئلہ بتایا کہ حدیث شریف میں ہے جو تحفہ عہدے کی وجہ سے ملے وہ رشوت اور حرام ہے۔

تو وہ نوجوان بیٹا مجھے کہنے لگا کہ آپ ابا جان کو سمجھا دیں کہ وہ اپنے آپ کو

اس گناہ سے بچائیں۔ چونکہ وہ بڑے عہدے پر تھے اس لئے ان سے ملاقاتیں بھی

کم ہی ہوئیں لیکن کچھ عرصے بعد جب وہ اس عہدے سے ہٹے پھر ملاقاتیں زیادہ

ہونے لگیں، میں اس تاک میں تھا کہ کسی مناسب موقع پر ان سے بات کروں گا

چنانچہ میں نے ان کے بیٹے کے ذکر کے بغیر ہی ان سے پوچھا آپ کے پاس تحفے تو

آئے ہوں گے؟ کہنے لگے کہ ہاں! بہت زیادہ آئے تو میں نے کہا یہ تو سب رشوت

ہے اور ان کو مسئلہ بھی بتایا تو وہ بڑے پریشان ہوئے اور کہنے لگے کہ اب کیا کروں؟

میں نے کہا کہ اپنی یاد کے مطابق جس جس سے تحفہ لیا ہے اس کو واپس کردیں کہ اس

کے بغیر نجات کا راستہ نہیں ہے کیونکہ یہ حقوق العباد میں ہے! اللہ تعالیٰ اس شخص کو

جزائے خیر دے اور اس کے درجات بلند فرمائے کہ اس نے ریٹائر ہونے کے بعد وہ

تحفے ان لوگوں کے گھروں میں جا کر واپس کیئے اور اگر کسی تحفہ کی چیز کو خرچ کرلیا تھا تو

اس کی قیمت واپس کی اور اگر صاحب حق کا انتقال ہوگیا تھا تو اس کے وارثوں کو

ڈھونڈ ڈھونڈ کر تحفے واپس کیے، چنانچہ اس طریقے سے اللہ تعالیٰ نے ان کو توبہ کی

توفیق عطا فرمائی۔

حاصل یہ کہ بندوں کے حقوق میں ادائیگی یا معافی کے علاوہ اور کوئی چارہ

کار نہیں۔ اگر وہ حق مال کا نہ ہو اور صاحب حق مر جائے تو اس کے وارثوں سے معاف کروا لینا چاہئے اور حقدار کی مغفرت کی دعا بھی کرتا رہے اور صدقہ و خیرات کر کے ایصال ثواب بھی کرے تو اللہ کی رحمت سے امید ہے کہ انشاء اللہ معافی ہو جائے گی۔

اگر حقدار مر جائے تو؟

اسی طرح کوئی اور گناہ مثلاً غیبت، چغلی، جھوٹ وغیرہ بولا تھا اور جس شخص کے ساتھ یہ سلوک کیا گیا وہ مر گیا تو اب اس کے لئے صرف ایک ہی راستہ ہے کہ اس کی مغفرت کی دعا کرتے رہو اور اس کے وارثوں وغیرہ کے ساتھ حسن سلوک کرو، ایصال ثواب کرو اور یہ دعا بھی کرو کہ یا اللہ! میں نے اس کی حق تلفی کی تھی، اب میں توبہ کرتا ہوں آپ بھی مجھے معاف فرما دیجئے۔ اسی طرح کسی کے والدین کا انتقال ہو گیا اور اب اس کو یہ خیال آ رہا ہے کہ اس نے اپنے والدین کی بہت حق تلفیاں کی تھیں تو وہ اللہ سے دعا کرے کہ یا اللہ! میں نے اپنے والدین کی بہت حق تلفی کی آپ بھی مجھے معاف فرما دیجئے اور ان سے بھی معاف کروا کر اس کا اجر اپنے پاس سے عطا فرما دیجئے۔ تو اللہ کی رحمت سے قوی امید ہے کہ انشاء اللہ اس گناہ سے

بھی نجات ہو جائے گی۔ (اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح معنوں میں توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین)

حاصل یہ ہوا کہ اگر گناہ حقوق اللہ سے متعلق ہو تو توبہ کے لئے تین شرائط ہیں اور اگر گناہ حقوق العباد سے متعلق ہو تو پھر چار شرائط ہیں۔ اس لئے کہا جاتا ہے کہ بندوں کے حقوق سے متعلق گناہ زیادہ خطرناک معاملہ ہے کیونکہ اللہ تو غنی ہیں، وہ معاف کر دیں گے لیکن بندہ ایسا غنی نہیں ہے اور وہ آسانی سے معاف نہیں کرتا، اس لئے ان تین شرائط کے ساتھ چوتھی شرط کا بھی اضافہ کیا گیا کیونکہ اگر اس نے معاف نہ کیا تو وہ آخرت میں وصول کر لے گا چاہے اس کی نیکیاں لے کر وصول کرے یا نیکیاں نہ ہونے کی صورت میں اپنے گناہ اس پر لادکر وصول کرے جیسا کہ پیچھے اس کا مفصل ذکر ہو چکا ہے اس لئے دنیا ہی میں معاف کرا لینا بہت آسان ہے۔

حق معاف کروانے کے مختلف طریقے

حق معاف کرانے کے بھی مختلف طریقے ہو سکتے ہیں مثلاً آپ نے کسی کی غیبت کی لیکن اسے اس بات کا علم نہیں تو اس سے معاف کرانے کا معاملہ بڑا مشکل

ہے کیونکہ ابھی تک تو اس کو بات کا علم نہیں تھا لیکن جب آپ اس کو بتائیں گے تو خطرہ ہے کہ اس کے دل میں رنجش پیدا ہو جائے گی، اس لئے بزرگوں کے طریقے کے مطابق عمل کرنے میں آسانی ہو گی۔ چنانچہ اس مسئلے کا حل بزرگوں نے یہ بتایا ہے کہ جس شخص کی آپ نے غیبت کی ہے، اس کی کچھ خوبیاں ذکر کریں کیونکہ ہر شخص کے اندر عیب کے ساتھ ساتھ کچھ نہ کچھ خوبیاں ضروری ہوتی ہیں اس لئے توبہ کی تین شرائط کے ساتھ اس کو بھی پورا کریں اور ان سے محبت سے ملیں، لیکن یہ ضروری نہیں کہ آپ ان کو یہ بتائیں کہ میں نے آپ کی غیبت کی تھی بلکہ ان سے یوں کہیں کہ میری دانست میں مجھ سے آپ کے حق میں کچھ کوتاہی ہو گئی ہے اور اس کو بتانا میرے لئے مشکل ہے اس لئے آپ سے یہ درخواست ہے کہ خدا کے لئے آپ مجھے معاف کر دیں، اگرچہ یہ میری غلطی ہے لیکن میں آپ سے معافی چاہتا ہوں۔ تو اس طریقے سے معافی کروانے میں انشاءاللہ آسانی ہو گی کیونکہ یہ بزرگوں کی تعلیم کے مطابق واقعتاً ایک آسان راستہ ہے۔

حضرت والد صاحبؒ کا مشورہ

اس وقت میرے سامنے اس کی نظیر حضرت والد ماجد مولانا مفتی محمد شفیع

صاحبؒ کا ایک مشورہ ہے جو اگرچہ غیبت سے متعلق نہیں لیکن بندے کے حق سے
ضرور متعلق ہے وہ یہ کہ ہمارا ایک خادم حضرت والد صاحبؒ کے زمانے سے اب
تک ہے لیکن اب وہ کسی اور جگہ ہے اور اس کے باوجود اسے ہم سے بڑی محبت ہے
اور ہمیں بھی اس سے محبت ہے ایک مرتبہ اس خادم نے ایک غلطی کی اور بار بار کی تو
میں نے اس کو بہت زیادہ ڈانٹا، اتنا زیادہ کہ وہ رونے لگا۔ بعد میں مجھے خیال آیا کہ
اس کی غلطی اتنی شدید نہیں تھی، جتنا میں نے اس کو ڈانٹا ہے لہذا اگر میں اس سے کم
ڈانٹتا تو اس کی غلطی پر تنبیہ کے لئے کافی تھا تو میرے دل میں بے چینی ہوئی کہ میں
نے اس کو دوسروں کے سامنے ڈانٹا ہے اس لئے اس کا دل ضرور ٹوٹا ہوگا لیکن یہ
غریب اور خادم ہونے کی وجہ سے میرے سامنے بول نہیں سکتا تو میں نے حضرت
والد صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ ایسا واقعہ پیش آیا ہے اور میرا دل
بہت بے چین ہے، اب میں کیا کروں؟ کیا اس سے معافی مانگ لوں؟ تو فرمانے
لگے کہ اگر تم اس سے زبانی معافی مانگو گے تو یہ اور جری ہو جائے گا اور آئندہ اس قسم کی
غلطیاں اور زیادہ کرے گا جس کی وجہ سے مدرسہ کا نظم خراب ہو جائے گا، اس لئے تم
اس سے زبانی معافی مانگنے کی بجائے اس کو کسی طریقے سے معافی کا لفظ بولے بغیر

خوش کر دو! مثلاً اس نے کوئی اچھا کام کیا ہو تو دوسروں کے سامنے اس کی تعریف کر دو اور اس کو اپنے پاس سے کوئی انعام دے دو لیکن وہ پیسے مدرسے کے نہ ہوں بلکہ اپنی جیب سے دو جس کی وجہ سے وہ خوش ہو جائے گا اور تمہاری معافی ہو جائے گی۔ چنانچہ جب میں نے ایسا کیا تو وہ خوش ہو گیا۔ الحمد للہ اب ہماری آپس میں ایسی محبت ہے جیسی بھائیوں میں ہوتی ہے چنانچہ جب ہم اس جگہ جاتے ہیں، جہاں وہ رہتا ہے تو ہمارے وہاں پہنچنے پر وہ ہماری بے انتہا خدمت کرتا ہے جو اس کی شرافت ہے اس لئے کہ وہ پہلے ملازم تھا لیکن اب اس کا اپنا کاروبار ہے اور وہ مالدار آدمی ہے۔ لیکن ہمارے جانے پر وہ اپنے سارے کام چھوڑ دیتا ہے چنانچہ ایک مرتبہ اس شہر میں کسی ضرورت کی وجہ سے میرا ایک ہفتہ وہاں قیام ہوا تو ایک دن کے لئے اس کو اپنی خانگی ضرورت کے لئے کہیں جانے کی حاجت پیش آئی اس لئے وہ میرے پاس آ کر کہنے لگا کہ آپ کے موجود ہوتے ہوئے میرا دل تو جانے کو نہیں کہتا لیکن اب ضرورت پیش آ گئی ہے جس کی وجہ سے جانا پڑ رہا ہے، مگر یہ بات بھی ہے کہ جب آپ یہاں ہوتے ہیں تو میں اپنے آپ کو ڈیوٹی پر سمجھتا ہوں۔ اس لئے اگر آپ اجازت دیں گے تو میں جاؤں گا ورنہ نہیں جاؤں گا۔ تو اس کی اس شرافت کی

وجہ سے محبتیں پہلے سے بھی بڑھ گئیں اسی طرح اگر اللہ رب العزت کے حقوق میں کوئی کوتاہی ہو جاتی ہے اور بندہ توبہ کر لیتا ہے تو بعض اوقات اللہ اس کا قرب پہلے سے بڑھ جاتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والے بندے سے بہت راضی ہوتے ہیں اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے ہمیں وضو کے بعد پڑھنے کے لئے ایک دعا سکھائی ہے جو یہ ہے۔

"اللھم اجعلنی من التوابین و
اجعلنی من المتطھرین"

"کہ اے اللہ! مجھے بکثرت توبہ کرنے
والوں میں سے بنا دے"

اس لئے کہ گناہ کے باوجود جب انسان توبہ کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے وہ گناہ کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا لیکن شرط یہ ہے کہ سچے دل سے توبہ کرے۔

قرآن حکیم میں توبہ کا حکم

قرآن حکیم میں توبہ کا حکم یوں دیا گیا کہ

"تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِیْعًا اَیُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ"

لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ"

"یعنی اے ایمان والو! سب کے سب

اللہ کے حضور توبہ کیا کرو تا کہ تمہیں فلاح

نصیب ہو" یاد رکھیں! کہ توبہ دنیا و آخرت

کے کاموں کی کنجی ہے۔

(سورہ النور آیت نمبر ۳۱)

ہم میں سے ہر شخص سے کوئی نہ کوئی گناہ ہوتا ہی ہے کیونکہ کوئی بھی گناہوں سے پاک نہیں ہے۔ البتہ کسی سے کم ہوتے ہیں اور کسی سے زیادہ اور ان تمام میں سب سے بہتر وہ لوگ ہیں جو توبہ کرنے والے ہیں۔ لہٰذا جب گناہ ہو جائے تو انہی تین یا چار شرائط کو ملحوظ رکھتے ہوئے فوراً توبہ کرے۔

سورہ التحریم میں ارشاد ہے۔

"یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ

تَوْبَةً نَّصُوْحًا"

"اے ایمان والو اللہ کے سامنے

خالص اور سچی توبہ کرو

(سورۃ التحریم آیت نمبر ۸)

یعنی ایسی توبہ مقصود ہے جس کے اندر اخلاص ہو اور سچی ہو، چنانچہ آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ باوجود گناہوں سے معصوم ہونے کے دن میں ستر مرتبہ سے زیادہ استغفار فرماتے تھے۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں دن میں ستر مرتبہ سے زیادہ استغفار کرتا ہوں۔

حضور ﷺ کس چیز سے توبہ فرماتے تھے؟

اب یہ سوال کہ جب آپ ﷺ گناہ نہیں کرتے تھے تو توبہ کس چیز سے کرتے تھے؟ تو خوب سمجھ لیں کہ اس کی دو وجہیں ہیں۔

1- امت کو تعلیم دینا مقصود تھا کہ جب اللہ کی محبوب ترین ذات اور ایسا جلیل القدر پیغمبر دن میں ستر مرتبہ سے زیادہ استغفار کرتا ہے تو ہمیں تو اس سے بھی زیادہ اہتمام کرنا چاہئے۔

2- آپ ﷺ توبہ و استغفار گناہوں سے نہیں کرتے بلکہ آپ ﷺ جتنے نیک اعمال اور جتنا تقویٰ اختیار کرتے تھے وہ تو مثالی ہے لیکن یہ بھی وارد ہے کہ

دعاؤں میں کثرت کے ساتھ یوں بھی فرمایا کرتے تھے کہ اے اللہ! ہم نے آپ کی عبادت کا حق ادا نہیں کیا جیسا کہ اس کا حق تھا اور ایسی معرفت حاصل نہیں کی جیسا کہ اس کا حق تھا اور ایسا تقوی اختیار نہیں کیا جیسا کہ اس کا حق تھا چنانچہ اس حق کی کمی پر ہم معافی مانگتے ہیں۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ :-

"یاایها الناس توبوا الی الله

واستغفروه فانی اتوب فی الیوم

مائة مرة" (رواه مسلم)

"اے لوگو! اللہ سے توبہ کرو اور اس سے

معافی مانگو اس لئے کہ میں دن میں سو

مرتبہ توبہ کرتا ہوں"

گزشتہ حدیث میں عدد متعین نہ تھا لیکن اس حدیث میں سو مرتبہ کی مقدار بیان کی گئی ہے اور کم از کم ہے، چنانچہ ہمارے تمام ایسے بزرگ جو لوگوں کو اذکار و تسبیحات اور معمولات بتاتے ہیں تو اس میں سو مرتبہ استغفار کی بھی تسبیح بتاتے ہیں جو

یہ ہے "استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ" تو اس میں توبہ کا لفظ بھی ہے لیکن ساتھ ساتھ توبہ کی نیت کرنا بھی ضروری ہے۔ تو جب نبی کریم ﷺ سو مرتبہ استغفار فرماتے تھے اور بزرگوں کے معمول میں بھی یہ شامل ہے اس لئے ہمیں بھی اس عمل کو کرنا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والے کی توبہ سے خوش ہوتے ہیں

ایک اور حدیث جو مسلم شریف کی ہے اور وہ مختصراً بخاری شریف میں بھی موجود ہے کہ حضرت انس حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں جس کا خلاصہ اور مضمون یہ ہے کہ جب بندہ اپنے گناہ سے توبہ کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ بہت زیادہ خوش ہوتے ہیں جس کو رسول اللہ ﷺ نے ایک مثال سے سمجھایا کہ جیسے ایک شخص اپنی اونٹنی پر سوار ریگستان میں ہو اور اس کے پاس کھانے پینے کا سامان بھی ہو جو اسی سواری پر رکھا ہوا ہو اور وہ سواری کسی طریقے سے چھوٹ جائے اور اس کی کوشش کے باوجود وہ بھاگ جائے، اب یہ شخص اس کی تلاش میں سرگرداں پھرتا ہو، جہاں کوئی ریت کا ٹیلہ نظر آیا، اس پر چڑھ کر دیکھے لیکن وہ نہ نظر آئے اور وہ ریگستان ایسا ہو کہ سینکڑوں میل دور تک زندگی کے کوئی اسباب اور آثار نہ ہوں اور یہ شخص بھوکا اور

پیاسا ہونے کی حالت میں اسے تلاش کرتے کرتے تھک کر چور ہو چکا ہو اور اسے کئی دنوں تک کھانا ملنے کی توقع نہ ہو تو پھر یہ شخص کیکر کے ایک درخت کے سائے میں لیٹ جائے اور اس کی آنکھ لگ جائے اور وہ سو جائے، جب اٹھے تو اپنے سامنے کھانے، پینے کے سامان کے ساتھ لدی ہوئی اپنی اونٹنی کھڑی ہوئی پائے تو اس وقت وہ آدمی اس سامان کو پا کر جتنا خوش ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے کہیں زیادہ اس وقت خوش ہوتے ہیں جب اللہ کا کوئی بندہ اپنے گناہ سے توبہ کر لیتا ہے۔

توبہ کا وقت کب تک رہتا ہے؟

اور یہ سوال کہ توبہ کب تک کی جاسکتی ہے اور اس کا وقت کب تک رہتا ہے؟ تو اس بارے میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

"ان اللہ عزوجل یقبل توبۃ العبد

مالم یغرغر" (رواہ ترمذی)

''اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ کو اس وقت تک

قبول کرتا رہتا ہے جب تک غرغرہ کی

کیفیت نہ ہو جائے''۔

یعنی نزع کی کیفیت پیدا ہونے سے پہلے پہلے تک اللہ تعالیٰ توبہ قبول فرماتے رہتے ہیں اور توبہ کا دروازہ نزع کی کیفیت پیدا ہونے سے پہلے پہلے تک کھلا رہتا ہے۔ جب مرنے والے کو موت کے فرشتے نظر آنے لگیں تو اس وقت کی کیفیت نزع کی کیفیت کہلاتی ہے۔ اور اس وقت توبہ قابل قبول نہیں ہوتی، کیونکہ توبہ کا دروازہ اب بند ہو چکا ہے۔ الحمد اللہ ہماری اس مجلس میں کسی ایک شخص پر بھی نزع کی کیفیت نہیں اس لئے ہم میں سے ہر ایک توبہ کر سکتا ہے اور اسی وقت حقوق اللہ سے متعلق تمام گناہ معاف کروا سکتا ہے جو کہ اولیاء اللہ ہونے کی نشانی ہے۔

ولی سے متعلق لوگوں کے خیالات:

درمیان میں ایک اور بات ولیوں ہی سے متعلق عرض کر دوں کہ لوگوں نے اولیاء کے متعلق طرح طرح کی باتیں مشہور کر رکھی ہیں۔ چنانچہ کوئی کہتا ہے کہ وہ شخص ہوا میں اڑتا ہو وہ ولی ہوتا ہے کوئی سمجھتا ہے کہ جو شخص سمندر پر چلتا ہو، وہ ولی ہے کوئی کہتا ہے کہ جو روحوں سے ملتا ہو، وہ ولی ہے اور بعض لوگوں کے بارے میں تو آج کل یہ باتیں بھی ہوتی ہیں کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام یا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے باتیں کیں ہیں اسی طرح کوئی تعویذ، گنڈے کرنے والے کو ولی سمجھتا

ہے۔ یاد رکھیں! ولی اللہ صرف وہ شخص ہے جو اللہ کا دوست ہو یعنی جو اللہ کا فرمانبردار ہو اور جو شخص اللہ کے احکامات اور رسول اللہ ﷺ کی ہدایات کی خلاف ورزی کرتا ہو تو وہ لاکھ مرتبہ بھی غیب کی باتیں بتائے، ہوا میں اڑتا ہوا یا جاندار چیزوں میں اس کی شبیہہ نظر آتی ہو تو ایسا شخص ولی اللہ تو کجا، صحیح معنوں میں مسلمان بھی نہیں ہے، وہ جادو گر اور شعبدہ باز تو ہو سکتا ہے لیکن اللہ کا ولی نہیں ہو سکتا۔

ایک بزرگ کی کرامت

ایک صاحب نے ایک بزرگ کی تعریف سنی تو اس غرض سے ان کی طرف سفر کیا کہ ان کی صحبت میں رہ کر ان سے فیض حاصل کروں اور اپنی اصلاح کروں۔ وہ اس امید پر گئے تھے کہ ان کی کشف و کرامات بہت ہوں گی، ایسی ایسی پیشین گوئیاں کرتے ہوں گے جو پوری ہوتی ہوں گی لیکن وہاں کوئی کشف و کرامت ظاہر نہ ہوئی، تو ان کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ یہ کیسے اللہ کے ولی ہیں کہ کبھی ان سے کسی کرامت کا ظہور نہیں ہوا؟ تو اب ضروری ہے کہ دل میں پیدا ہونے والے وساوس و خیالات اور اعتراضات کو انہی کے سامنے پیش کیا جائے۔ چنانچہ اسی بناء پر انہوں نے اپنے شیخ سے یہ صورت حال عرض کی کہ حضرت! دس سال سے میں آپ کی

خدمت میں رہ رہا ہوں لیکن آپ سے کبھی کشف وکرامت ظاہر نہیں ہوئی جب کہ دوسرے بزرگوں کے بارے میں ہم نے کتابوں میں پڑھا اور سنا ہے کہ ان سے بہت زیادہ کشف وکرامات کا ظہور ہوتا ہے۔ یہ بزرگ صحیح معنی میں محقق تھے وہ جواب میں کہنے لگے کہ یہ بتاؤ! تم دس سال سے میرے ساتھ رہ رہے ہو، کیا تم نے کبھی میرا کوئی عمل سنت کے خلاف بھی دیکھا ہے؟ تو ان صاحب نے کافی دیر گردن جھکائے سوچتے رہنے کے بعد سر اٹھا کر کہا کہ نہیں! میں نے آپ کا کوئی عمل سنت کے خلاف نہیں دیکھا ان بزرگ نے فرمایا کہ اس سے بڑھ کر کیا کرامت ہوگی کہ ایک انسان اللہ کے احکامات اور رسول اللہ ﷺ کی سنت پر عمل کرے؟ معلوم ہوا کہ ولی اللہ کے دوست کو کہتے ہیں اور اللہ کا دوست اس کے احکام پر عمل کرنے والا ہوتا ہے۔

ولی ہونے کے لئے کرامت شرط نہیں

کیا رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر کوئی ولی ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں! لیکن قرآن حکیم میں "سبحان الذی اسریٰ بعبده" (سورہ الاسراء آیت نمبر ۱) کہہ کر آپ ﷺ کی سب سے بڑی شان بندگی ذکر کی گئی ہے، اور ہمارے معاشرے کے اندر

جو شخص ہوا میں اڑ سکے اس کو ولی سمجھا جاتا ہے اور یہ بات بھی درمیان میں بتادوں کہ کہ کبھی کبھی اللہ کے کسی ولی سے کوئی کرامت بھی ظاہر ہو جاتی ہے لیکن وہ کرامت اس کے اختیار میں نہیں ہوتی بلکہ وہ اللہ کی طرف سے ہوتی ہے کہ جب چاہے اس کا ظہور کروادے اور جب چاہے نہ کروائے۔ اور یہ بھی یاد رکھیں! کہ ولی ہونے کے لئے کرامت کا ہونا شرط نہیں ہے بلکہ اس کی شرط صرف اور صرف یہ ہے کہ بندہ اللہ کے تابع ہو چنانچہ ایک بزرگ ایسے ولی تھے جو کہ صاحب کشف و کرامات تھے، مگر ان کی بیوی ان کی معتقد نہیں تھی، جیسا کہ عام طور پر ہوتا ہے کہ بیویاں اپنے شوہر کی معتقد نہیں ہوتیں سوائے رسول اللہ ﷺ کے، کہ آپ ﷺ کی ازواج مطہرات تو دوسروں سے بھی زیادہ آپ ﷺ کی معتقد تھیں۔

حضرت ڈاکٹر صاحب کے متعلق ان کی اہلیہ محترمہ کا اعتقاد

ہم نے اپنے بزرگوں کی بیویوں کو بھی ان کا معتقد دیکھا ہے، مثلاً حضرت ڈاکٹر عبدالحیٔ صاحب عارفیؒ کی اہلیہ محترمہ ان کی زندگی میں بھی ان کی بہت معتقد تھیں اور ہمارے گھر والوں کو حضرت عارفیؒ کی باتیں بتایا کرتی تھیں۔ مثلاً ایک مرتبہ فرمایا کہ جب سے ہماری شادی ہوئی (تقریباً 50 سال ہوئے تھے) اس

وقت سے آج تک کبھی حضرت نے مجھ سے پینے تک کے لئے پانی تک نہیں مانگا اور اگر کبھی ایسا موقع ہوا کہ پانی کا گلاس میرے پاس رکھا ہوا ہے اور حضرت دوسری طرف تشریف فرما ہیں اور حالت ایسی ہے کہ اگر حضرت مجھ سے گلاس دینے کا کہیں تو میں بغیر کسی دشواری کے وہ گلاس حضرت کو پکڑا سکتی تھی لیکن کبھی حضرت نے مجھ سے نہیں مانگا بلکہ خود اٹھ کر پیتے تھے۔ الا یہ کہ اگر مجھے یہ خیال ہو جاتا کہ حضرت پانی پینے کی غرض سے اٹھے ہیں تو میں پیش کر دیتی تھی اور حضرتؒ خود فرماتے تھے کہ الحمد اللہ اپنی پوری زندگی میں، میں نے کبھی اپنے ذاتی کام کے لئے اپنی بیوی سے نہیں کہا تو بات یہ ہو رہی تھی کہ بہت سے اولیاء اللہ کی بیویاں ان کی معتقد نہیں ہوتیں لیکن کبھی کبھی کوئی بیوی معتقد بھی ہوتی ہے۔

ایک بزرگ کا واقعہ

ایسے ہی ان بزرگ کی بیوی بھی ان کی معتقد نہیں تھی چنانچہ ایک مرتبہ ان کو کہنے لگی کہ تم کوئی ولی نہیں، بزرگ نہیں ہو، بلکہ بزرگ تو ایسے ہوتے ہیں جیسا کہ میں نے کل دیکھا کہ وہ ہوا میں اڑا جا رہا تھا۔ ان بزرگ نے اپنی بیوی سے کہا کہ تم نے غور سے نہیں دیکھا کہ وہ کون تھا؟ اس نے پوچھا کہ وہ کون تھا؟ انہوں نے

جواب دیا کہ وہ میں ہی تو تھا، اس پر بیوی نے کہا اچھا! جب ہی ٹیڑھے ٹیڑھے اڑ رہے تھے۔ بہرحال میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ولی اللہ ہونے کے لئے کشف و کرامات، عجیب وغریب باتوں کا ظہور اور پیشن گوئیاں کرنا شرط نہیں ہے بلکہ صرف اور صرف ایک شرط ہے کہ اللہ کا تابعدار بندہ اور رسول اللہ ﷺ کے احکامات پر عمل کرنے والا امتی ہو۔

ولی اللہ بننا کچھ مشکل نہیں

حکیم الامت حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ لوگ ولی اللہ بننے کو کوئی مشکل کام سمجھتے ہیں اس لئے کہ ان کے ذہنوں میں غلط تصور بیٹھا ہوا ہے، یاد رکھیں! کہ ولی اللہ بننا کوئی مشکل کام نہیں ہے بلکہ ہر انسان کے اختیار میں ہے، اور حاضرین میں سے اگر ہر شخص اسی وقت ولی اللہ بننا چاہے تو اسی وقت ہر انسان ولی اللہ بن سکتا ہے اور وہ اس طرح کہ اسی وقت صدق دل سے پکی توبہ کرلو جس کی وجہ سے سارے گناہ معاف ہو جائیں گے اور یوں تم اللہ کے ولی بن جاؤ گے اور دوسرا گناہ کرنے سے پہلے پہلے تک تم اللہ کے ولی رہو گے۔ اور یہ محض اللہ کا فضل و کرم ہے کہ اس نے ولایت جیسا بڑا درجہ کتنا آسان فرما دیا لیکن ہم لوگ اس بات کو کوئی اہمیت ہی نہیں

دیجئے۔ (اللہ ہمیں توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین)

توبہ کا ایک اور دروازہ

اس سے کچھ پہلے آپ نے توبہ کی حدیث سماعت فرمائی ہے کہ توبہ کا دروازہ اس وقت تک کھلا رہتا ہے جب تک انسان پر نزع کی کیفیت طاری نہ ہو جائے۔ اگلی حدیث سے ایک اور بات معلوم ہوتی ہے وہ یہ کہ نزع کی کیفیت طاری ہونے پر تو ہر شخص کی توبہ کا دروازہ بند ہوتا ہے لیکن توبہ کا ایک دروازہ ایسا بھی ہے جو تمام انسانوں کے لئے کھلا ہوا ہے جو قیامت کے قریبی زمانے میں بند ہوگا جب کہ آفتاب مشرق سے طلوع ہونے کی بجائے مغرب سے طلوع ہوگا جو کہ تاریخ انسان کا حیرت ناک اور نادر ترین واقعہ ہوگا اور جب یہ واقعہ پیش آئے گا تو اس وقت تمام انسانوں کی توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا چنانچہ اس وقت میں اگر کوئی کافر مسلمان ہونا چاہے گا تو اس کا ایمان قابل قبول نہ ہوگا بلکہ اس کا شمار کافروں ہی میں ہوگا۔

گناہ کو بالکل مٹا دیا جائے گا

ایک اور بات یہاں پر عرض کردوں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "التائب من الذنب کمن لاذنب لہ" کہ جو شخص کسی گناہ سے توبہ کرلے تو وہ ایسا

ہو جاتا ہے کہ گویا اس نے وہ گناہ کیا ہی نہیں اس کی مثال ایسے ہے کہ جیسے آپ نے کوئی جملہ غلط لکھ دیا کسی نے اس پر لکیر کھینچ دی تو اگر چہ وہ کاٹ دیں لیکن نظر تو پھر بھی آئے گا معلوم ہوا کہ خط کشیدہ جملہ جس طرح لکھا ہی رہتا ہے اسی طرح توبہ کا قلم اگر چہ پھیر دیا لیکن گناہ تو پھر بھی لکھا ہی ہوا ہے تو یاد رکھیں! کہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ گناہ لکھا ہوا باقی نہ رکھا جائے گا بلکہ اس کو مٹا دیا جائے گا اور اس کا نامہ اعمال صاف ہو جائے گا۔

توبہ کو مت ٹالیں

بعض اوقات انسان جب کسی گناہ میں مبتلا ہوتا ہے تو اسکی وجہ سے اس کو ندامت اور شرمندگی ہوتی ہے اور وہ توبہ کرنے کا ارادہ کر لیتا ہے لیکن یہ سوچ کر کہ توبہ کے بعد یہ گناہ دوبارہ سرزد ہو جانے کا خوف ہے، توبہ نہیں کی اور شیطان بھی اس کو یہی سکھاتا ہے کہ اگر توبہ کا خلاف ہو جائے تو پھر کیا کرو گے؟ چنانچہ وہ اس وقت توبہ ترک کر کے اس کو ٹالتا رہتا ہے اور گناہوں کے انبار جمع کر لیتا ہے۔

خوب سمجھ لیجئے کہ شیطان کا یہ دھوکہ تباہی کی طرف لے جانے والا ہے اور شیطان، انسان کا دشمن ہونے کی وجہ سے اس کو تباہی کے دروازے یعنی جہنم تک پہنچانے کی

فکر میں رہتا ہے۔ یاد رکھئے! کہ جب یہ وسوسہ اور خوف آپ کے دل میں پیدا ہو کہ اگر توبہ ٹوٹ گئی تو پھر میں کیا کروں گا تو آپ فوراً دل میں سوچ لیں کہ میں دوبارہ توبہ کرلوں گا چنانچہ اگر کسی شخص نے توبہ کی پھر وہ توبہ ٹوٹ گئی تو دوبارہ توبہ کرلو اور جو توبہ ٹوٹ گئی تھی وہ بیکار نہیں جائے گی کیونکہ اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ اس توبہ تک ہونے والے تمام گناہ معاف ہو جائیں گے اور توبہ ٹوٹنے کی وجہ سے ایک گناہ ہوا تو دوبارہ توبہ کر کے اس کو بھی معاف کروالے اور گناہوں سے پھر صاف ہو جائے۔ لیکن اگر توبہ کو ٹالتا ہی رہا تو کچھ معلوم نہیں کہ کسی وقت ملک الموت آپہنچے اور دنیا سے رخصت ہونا پڑے اور آج کل تو ویسے بھی حادثات میں موت واقع ہو جاتی ہے اسی لئے بزرگوں کی تعلیم اور احادیث سے بھی ثابت ہے کہ رات کو سوتے وقت توبہ و استغفار کر کے سونا چاہئے کیونکہ صبح کو آنکھ کھلنے کا کسی کو علم نہیں ہے۔

ستر مرتبہ بھی توبہ ٹوٹ جائے تو دوبارہ توبہ کرلو

ایک مرتبہ صحابہ کرامؓ نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ

"یارسول اللہ ﷺ! اگر ہم نے توبہ کی، پھر وہ گناہ دوبارہ ہو گیا تو کیا ہوگا؟

آپ ﷺ نے فرمایا کہ "پھر توبہ کرلو، اللہ تعالیٰ قبول فرمالے گا! صحابہ کرامؓ نے پوچھا

کہ اگر پھر توبہ ٹوٹ گئی تو کیا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر ستر مرتبہ توبہ کرنے کے بعد بھی ٹوٹ جائے تو پھر توبہ کرلو، اللہ تعالیٰ پھر معاف فرمادے گا حتیٰ کہ اگر ایک آدمی نے ایک دن میں ایک ہی گناہ سے ستر مرتبہ توبہ کی اور وہ ٹوٹتی رہی تو پھر بھی توبہ کرکے وہ گناہ معاف کروایا جاسکتا ہے"۔

خلاصہ اور حاصل یہ کہ توبہ کو کبھی ٹالنا نہیں چاہیے اور توبہ کے ٹوٹ جانے کا خوف کرے اس لئے کہ ممکن ہے اللہ تعالیٰ توبہ کو ٹوٹنے ہی نہ دیں اور آپ اس گناہ کو نہ کرنے کے عزم کے ساتھ اللہ سے اس پر قائم رہنے کی دعا بھی کریں اور گناہ ہونے پر فوراً ہی توبہ کرلیں اسی لئے یہ دعا سکھائی گئی۔

"اللھم اجعلنی من التوابین و

اجعلنی من المتطھرین"

اے اللہ! مجھے کثرت کے ساتھ توبہ

کرنے والا بنادے

توبہ کے بارے میں ایک حدیث

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آخرت میں دو آدمیوں کو دیکھ

کر خوش ہوں گے اور ان دونوں آدمیوں میں سے ایک قاتل ہوگا اور دوسرا مقتول ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں سے راضی ہوں گے اور ان کو جنت میں داخل فرمائیں گے"۔

ظاہر ہے یہ تعجب خیز بات ہے کہ قاتل اور مقتول دونوں سے کیسے راضی ہو گا؟ وہ اس طرح کہ اگر کسی مسلمان شخص کو جہاد کے دوران شہید کر دیا گیا تو یہ مقتول، شہید فی سبیل اللہ ہونے کی وجہ سے جنت کا مستحق ہو گیا اور بعد میں اس قاتل کافر نے اللہ کی توفیق سے اسلام قبول کر لیا جس کی وجہ سے وہ جنت میں داخل ہو گا تو قاتل اور مقتول دونوں جنت میں پہنچ گئے اور اللہ تعالیٰ ان کو دیکھ کر خوش ہوں گے۔
اس حدیث سے توبہ کی اہمیت واضح ہو رہی ہے کہ ایک شخص توبہ کر کے جنت کا مستحق بن سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو پکی سچی توبہ کی توفیق عطا فرمائیں۔

وآخر دعونا ان الحمد اللہ رب العالمین آمین

مفتی اعظم پاکستان مولانا محمد رفیع عثمانی مدظلہ
کی اصلاحی تقریریں

- اصلاحی تقریریں جلد اول
- اصلاحی تقریریں جلد دوم
- اصلاحی تقریریں جلد سوم
- اللہ کا ذکر
- اکابر کا اخلاص اور باہمی تعلق
- اپنے دشمن کو پہچانیے
- توبہ کی حقیقت و اہمیت
- جنت کا آسان راستہ
- جنت کے حالات
- جہاد کشمیر اور ہماری ذمہ داری
- حب جاہ ایک باطنی بیماری
- خدمت خلق
- دینی مدارس اور نفاذ شریعت
- سود اللہ اور رسول ﷺ سے اعلان جنگ
- سچ اور جھوٹ
- صبر اور اس کی حقیقت و اہمیت
- طلبائے دین سے فکر انگیز خطاب
- ملت اسلام اور ملت کفر
- مستحب کام اور ان کی اہمیت
- مخلوق خدا کو فائدہ پہنچاؤ
- مغربی دنیا میں دینی رجحان
- نیت اور اس کی کرشمہ سازیاں
- تقویٰ کیا ہے؟
- کام چوری اللہ کا ایک عذاب
- مسلم تاجر کی ذمہ داری
- عقیدہ ختم نبوت ﷺ اور اس کا تحفظ
- فضول خرچی اور اسکے خطرناک نتائج
- تقدیر کیا ہے؟

بیت العلوم کی خوبصورت اور معیاری مطبوعات